اشاعۃ السنۃ

نمبر ۲ جلد ۴

ولادت مسیح علیہ السلام

اس مسئلہ مین آنرایبل سید احمد خان صاحب بہادر نے غضب کیا ہے قرآن وحدیث دونون کو طاق مین رکہدیا اور مضمون ؎ چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد کا جلوہ دکھایا تفسیر تہذیر مین حضرت مسیح علیہ السلام کا یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہونا بیان کیا اور جو کچھہ اسکے ثبوت مین لکھا ہے اسمین تزویر وتحریف کے سوا کچھہ نہین کیا۔ ہم **خلاصہ** عبارت جناب اس مقام مین نقل کرتے ہین پہر تفصیل اُسکا جواب دیتے ہین۔ اصل **عبارت** جناب مین بہت تطویل تھی ومع ذلک وہ بے ترتیب وپراگندہ تہی۔ اسلئے ہم نے بنظر اختصار وافہام ناظرین اُسکا خلاصہ اپنی عبارت مین نقل کیا ہے جسکو توافق مین شک ہو وہ اصل تفسیر کو دیکھہ سکتا ہے آپ [illegible] بغیر باپ پیدا [illegible] پہلی [illegible] ہے پہر [illegible]۔ نقلی بحث پہلے انجیل اور اسکے حواشی سے کی ہے پہر قرآن سے اور کوئی بحث جناب **کذب ومغالطہ** سے خالی نہین ہے۔ ہم ہر ایک بحث کے مطالب کو علیحدہ علیحدہ نمبروار نقل کرتے ہین پہر نمبروار اُن کے جوابات قلم مین لاتے ہین۔

بحث عقلی

۱۔ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے مین نہ خدا کی کمال قدرت کا اظہار منصود ہے اسلئے کہ خدا نے آدم کو بغیر مان باپ کے پیدا کیا اور بہت قسم کے حیوانات بغیر توالد وتناسل پیدا کرتا ہے پہر مسیح کے بغیر باپ پیدا کرنے مین اظہار کمال قدرت کیا ہوا؟۔

۲۔ اور اگر اسکو دوسری طرح پر اظہار کمال قدرت کہو تو یہہ بہی نہین ہوسکتا۔ اسلئے کہ اس صورت مین چاہئے تہا کہ یہہ امر واضح ہوتا اور اسمین کسیکو شک وشبہ نہ رہتا۔

۳۔ اور نہ یہہ معجزہ ہوسکتا ہے اسلئے کہ معجزہ بمقابلہ منکرین نبوت ہوتا ہے اور قبل پیدائش مسیح منکرہ

کون تہا - اور نیز اگر یہہ معجزہ ہوتا تو انکی پیدایش مین دردزہ وغیرہ عوارض حمل کا وجود نہوتا اور نیز اگر یہہ معجزہ ہوتا تو مریم کا ہونا نہ مسیح کا -

بحث نقلی از انجیل و حواشی آن

اس بحث مین آپنے پراگندہ طور پر بیس باتین کہی ہین جن باتون کا مدار و مآل صرف چار امر ہین جنکو امور تنقیح طلب کہا جاسکتا ہے - ہم آپ کی پراگندہ تقریرات سے اولاً ان امور اربعہ کو منتخب کرتے ہین پہر اُنکے موئدات و شواہد کو معرض نقل مین لاتے ہین -

(۱) مسیح کا داؤد کا بیٹا ہونا ضروری ہے اور وہ بغیر اسکے کہ وہ یوسف کے تخم سے ہو ثابت ہونا ناممکن ہے -

(۲) ابتدا مین مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا کسی عیسائی کو خیال و اعتقاد نہ تہا حتی کہ حواریین مسیح بہی اس امر ... [illegible] ... تہا یہان تک کہ مریم نے مسیح کے مرنیسے جی اُٹہنے کے بعد ظاہر کیا اس سے پہلے سب کوئی مسیح کو یوسف کا بیٹا کہتا اور جانتا تہا

(۳) مسیح کو خدا کا بیٹا کہنا صرف یونانیون کی تقلید سے ہوا ہے وہ لوگ نہایت بزرگ اور مقدس اشخاص کو خدا کا بیٹا کہتے چنانچہ افلاطون - وفیثاغورس وغیرہ کو خدا کا بیٹا کہا کرتے - جب حواریون کو یونانی زبان کے ذریعہ سے دین عیسوی کا پہیلانا مدنظر ہوا تو حضرت عیسی کو اس لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا جو اُن لوگون کے خیالات سے مناسب تہا جنکے لئے انجیلین لکہی گئی تہین اسلئے ہمارے نزدیک وہ انجیلین حضرت عیسیٰ کی ولادت کی نسبت اُن خالص خیالات کے ظاہر ہونیکا ذریعہ نہین ہوسکتین × × × × × × پہر زمانہ کے گزر جانیکے پر یہہ خیال جس سے عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہا گیا تہا محو ہو گیا اور مسیح کو حقیقۃً خدا کا بیٹا سمجہا گیا - اور اسکے ساتہہ یہہ بہی قرار دیا گیا کہ وہ بے باپ پیدا ہوئے تہے - اُنکی ضد سے یہودیون نے یہہ کہنا شروع کیا کہ نعوذ باللہ وہ ناجایز طور پر پیدا ہوئے ہین - یہہ اتہام سلسس نے جو تیسری صدی مین تہا لکہا تہا -

(۴) بقول حوارین و عیسائیون کے حضرت مریم کی یوسف نجار سے منگنی ہوچکی تہی اور شریعت یہودی مین رسم تہی کہ منگنی کے بعد مرد عورت کو دیکہنے اور مباشرت کرنے کا مجاز ہوجاتا اور بعد منگنی اور قبل رخصتی اُس سے اولاد پیدا ہوتی تو وہ بہی ناجایز تصور نہ ہوتی شاید خلاف رسم ہونیسے معیوب گنی جاتی ہوگی بناءً علیہ یوسف حضرت مریم سے ہم بستر ہوا اور اُس سے حضرت مسیح کا حمل ہوا (نعوذ باللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا)

امر اول کے ثبوت و تائید مین آپ نے نسب نامہ انجیل متی کا حوالہ دیا ہے جسمین مسیح کو ابن داؤد وابن ابراہیم لکہا ہے اور پہر انجیل لوک باب اول ورس ۲۷ سے نقل کیا ہے کہ یوسف مریم کا شوہر داؤد کی نسل سے تہا۔ پہر فرمایا ہے کہ اگر کہا جاوے کہ ماں کے سبب سے اُنکو داؤد کی نسل سے قرار دیا گیا ہے تو یہہ بات دو وجہہ سے غلط ہے۔ اول اسلئے کہ یہودی شریعت مین عورت کیطرف سے نسب قایم نہین ہوسکتا۔ دوسری یہہ کہ حضرت مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت نہین ہے۔ پہر وجہہ دوم پر بہت زور دیا ہے اور بزعم خود ثابت کردیا ہے کہ مریم علیہا السلام داؤد کی نسل سے نہین ہے ؟!

امر دوم کے ثبوت و تائید مین آپنے پادری رچارڈ واٹسن صاحب کا قول نقل کیا ہے جسکا حاصل وہی ہے جو امر دوم کا عنوان ہے پہر اخیر بحث مین انجیل وغیرہ کے مواضعہ ذیل سے استشہاد کہا ہے۔ انجیل متی باب اول ورس ۱۶- ایضاً باب ۱۳ ورس ۵۵- انجیل لوک باب ۲ ورس ۲۷ و ۳۳ و ۴۱ و ۴۳ و ۴۸- انجیل یوحنا باب ۶ ورس ۴۲- ایضاً باب اول ورس ۴۵ جنمین مسیح کو یوسف کا بیٹا اور یوسف کو مسیح کا باپ لکہا ہے- اعمال حوارین باب ۲ ورس ۳۰ جسمین وارد ہے کہ خدا نے داؤد سے کہا کہ مین تیری کمر سے مسیح کو پیدا کرونگا- اور رومیان باب اول ورس ۳ جسمین یہہ لکہا ہے کہ مسیح جسم کے حق مین داؤد کے تخم سے پیدا ہوا- **آیات انجیل** متی ۱-۱۶ و لوک ۲-۴۳ کے ذیل مین آپ نے تہوڑی سی **یونانی** بہی خرچ کی ہے جس سے بزعم خود یوسف کا باپ ہونا اور مسیح کا بیٹا ہونا ثابت کیا ہے- اور بذیل آیات متی ۱-۱۶ کے کہا ہے کہ جن نسخون مین حضرت عیسی کا صرف مریم سے پیدا ہونا بیان کیا ہے انمین تغیر ہوا ہے- اس تغیر کا سبب وہی خیالات ہین

جو یونانیون مین مذہب عیسوی پہیلانے کیلئے پیدا ہوئے تہے۔

پہر فرمایا ہے لوک کی انجیل باب ۲ ورس ۳۳ کے موجودہ نسخون مین یہہ لفظ ہین "تب یوسف اور اُسکی مان"، مگر اِس مقام پر بہی اُسی خیال سے تغیر کیا ہے۔ ڈاکٹر گریسباخ کی صحیح اور مقابلہ کرکے چہاپی ہوئی انجیل مطبوعہ لیپسک ۱۸۰۵ء اور ٹشنڈروف کی چہاپی ہوئی انجیل مطبوعہ ۱۸۴۹ء اور رومن والگٹ کے ترجمہ انگریزی مین یوسف کا نام نہین ہے۔ بلکہ اُسکا باپ اور اُسکی مان لکہا ہے اور ٹروٹوپ نے یونانی انجیل کے شرح مین اُسی کی تصحیح کی ہے جس سے یوسف کا پدر مسیح ہونا تسلیم ہوتا ہے۔

امر سوم کے ثبوت و تائید مین آپنے کسی سند کو پیش نہین کیا صرف اپنے پیٹ کی بات یا دماغ کے وہم و خیال کو کافی دلیل سمجہکر اتنا کہدیا کہ یونانی زبان مین عیسائی دین پہیلانے کے لئے عیسیٰ کو بیٹے کے لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا اسی لفظ ہوگا سے ناظرین کو قوت استدلال جناب کا اندازہ کرنا ہوگا۔

ایسا ہی امر چہارم کے ثبوت مین آپنے کوئی سند پیش نہین کی صرف کیٹو سیکلو پیڈیا سے منگنی کا یہہ دستور نقل کیا ہے کہ شوہر اور زوجہ مین اقرار ہوجاتا تہا کہ اِس قدر میعاد کے بعد شادی کرینگے۔ پہر اسپر ایک یہہ حاشیہ چڑہایا ہے کہ یہہ اقرار یا تو ایک باقاعدہ تحریر یا معاہدہ کے ذریعہ سے گواہون کی موجودگی مین ہوتا تہا جسطرح کہ ہم مسلمانون کے ہان نکاح خط لکہا جاتا ہے یا بغیر تحریر کے اِس طرح پر ہوتا تہا کہ مرد عورت کو گواہون کے سامنے ایک ٹکڑہ چاندی دیدیتا تہا اور یہہ لفظ کہتا تہا کہ یہہ چاندی کا ٹکڑہ اِس امر کی کفالت مین قبول کر کہ اتنے دنون بعد تو میری زوجہ ہوجاویگی۔

دوسرا حاشیہ یہہ چڑہایا ہے کہ یہہ معاہدہ حقیقت مین عقد نکاح ہی تہا صرف زوجہ کا گہر مین لانا باقی رہجاتا تہا۔ اور وہ اس میعاد پر ہوتا تہا جو اِس معاہدہ مین قرار پاتی تہی ۔۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسیکہ مسلمانون مین فاتحہ خیر ہوتی ہے جو درحقیقت ایک شرعی نکاح ہے لیکن زوجہ فی الفور گہر مین نہین لائی جاتی یا جیسیکہ اب بہی بعض دفعہ مسلمانون مین نکاح بہ تحریر نکاح خط عمل مین آتا ہے اور

زوجہ کا شوہر کے گھر مین بہیجنا کسی آیندہ وقت پر ملتوی رہتا ہے۔
تیسرا حاشیہ یہہ کہ یہودیون کے ہان اِس رسم کے ادا ہونیکے بعد مرد اور عورت باہم شوہر
اور زوجہ ہو جاتے تہے اور پہر بجز اسکے کہ زوجہ اپنے شوہر کے گہر رہنے کو اِس مدت کے بعد
بہیجدی جاوے اور کوئی ایسی رسم جسپر جواز تزویج منحصر ہو عمل مین نہین آتی تہی یہانتک کہ اگر بعد اِس
رسم کے اور قبل رخصت کرنیکے اُن دونون سے اولاد پیدا ہوتی تو وہ ناجایز اولاد تصور نہین ہوتی
تہی بلکہ بے گناہ شرعی اولاد جایز متصور ہوتی تہی۔ شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوب گنی
جاتی ہوگی اور دونون کو ایک شرم اور خجالت کا باعث ہوتی ہوگی۔ پہر اِس حاشیہ سوم کے ثبوت
مین فرمایا ہے امر مذکور کا ثبوت کیٹو سیکلو پیڈیا سے بہی ظاہر ہوتا ہے اسمین لکہا ہے کہ جب یہہ معاہدہ
شادی کا یہودیون مین ہو جاتا تہا تو زن و مرد ایک دوسرے کے دیکہنے کے مجاز ہوتے تہے
جسکی انکو پہلے اجازت نہین ہوتی تہی۔ اور اسی کتاب مین لکہا ہے ایک نسبت شدہ باکرہ کے بطن
سے خدا نے اپنے بیٹے کے پیدا ہونے مین یہہ مصلحتین رکہی ہین۔ اول یہہ کہ ان پر غیر مشروع اولاد
ہونیکا طعنہ عاید نہ ہو۔ دوم یہہ کہ والدین موافق یہودی شریعت کے سزا کے مستوجب نہ ہون
سوم یہہ کہ یوسف کا نسب نامہ سے جنکی رشتہ دار مریم تہین مریم کا نسب نامہ ظاہر ہو جاوے چہارم
یہہ کہ حضرت مسیح کا ایام طفولیت مین کوئی مربی اور سرپرست ہو۔
ان حواشی سے آپنے مطلب یہہ نکالا ہے کہ یوسف مریم سے اُسکے گہر جا کر حاجت روائی کراتا
ہوگا اور اُسی سے مریم کو حمل ہو گیا ہوگا۔ اور جو اُسکے برخلاف انجیل متی مین آیا ہے کہ مریم یوسف
سے ہم بستر ہونیسے پہلے حاملہ پائی گئی اسی مین سے قبل ہم بستر ہونیکا لفظ خورد برد
کرکے باقی مضمون کے جواب مین کہا ہے کہ متی کی انجیل مین جو یہہ لکہا ہے کہ یوسف نے جب
دیکہا کہ حضرت مریم حاملہ ہین تو اُنکے چہوڑ دینے کا ارادہ کیا اور اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے تو اسکا
سبب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حاملہ ہو جانے سے یوسف کو رنج و خجالت ہوئی
ہوگی جسکی سبب ایسا خیال کیا ہوگا۔ اِس قول مین بہی لفظ ہوگی اور ہوگا پر ناظرین کو خیال کرنا ہوگا

بحث نقلی از قرآن

اِس بحث مین آپ مدعیانہ چال نہین چلے بلکہ مجیبانہ ومعترضانہ طرز اختیار کی ہین اور اسمین بہی کذب ومغالطہ کی پوری داد دی ہے۔ مسیح کا بغیر باپکے پیدا ہونا آپنے کسی آیت قرآن سے ثابت نہین کیا بلکہ ان آیات کا جنسے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے جواب دیا ہے اور اُس جواب مین کذب † اور ہوگا اور ہوگی اور ممکن ہے اور کیا تعجب ہے سے کام لیا ہے۔ چونکہ وہ بحث جواب استدلال اہل اسلام ہے اِسلئے قبل تفصیل اس استدلال کے اِس بحث کا نقل کرنا مناسب نہین ہے جہان اُن آیات سے استدلال کیا جاویگا وہین آپ کے جواب اور مستندات اکاذیب اور ہوگا ہوگی اور کو نقل کرکے اُسکا جواب دیا جاویگا۔ یہہ آپ کے بیان بلاضبط وبے برہان کا خلاصہ ہے اَب اسکا جواب دیا جاتا ہے

† اِس کذب کی مثال ایک یہہ بات ہی جو آپنے تفسیر ... کے صفحہ ۳۳ سطر ۱۲ مین فرمائی ہے کہ فرشتہ کا مریم کو لڑکے کی بشارت دینا اور اسکے جواب مین مریم کا یہہ کہنا کہ مجھے تو انسان نے ہاتھہ بھی نہین لگایا پھر میرے لڑکا کیونکر ہوگا۔ یہہ اُسوقت کا ذکر ہے جبکہ مریم کو کسی مرد نے نہین چھوا تھا۔ بلکہ غالباً اُن کا خطبہ بھی یوسف سے نہ ہوا تھا۔ یہہ آپکا کہنا اِسلئے کذب ہے کہ انجیل لوک باب اول نمبر ۲۶ و ۲۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ جبوقت فرشتہ نے مریم کو بشارت دی تھی۔ اُسوقت یوسف کی مریم سے منگنی ہوچکی تھی۔ چنانچہ اصل عبارت انجیل سے گے بضمن جواب بحث نقلی از انجیل عنقریب آتی ہے۔

(**عذر**) مینے جناب مخاطب کی کلام مین بہت جگہہ کذب پایا مگر ادباً کبھی کذب کو آپ کی طرف نسبت نہ کیا۔ مگر جب وہ کذب اِس حد تک پُہنچ گیا کہ اِسمین کلام الٰہی کا صریح مقابلہ ہونے لگا تو ناچار حمیت ایمانی نے مجھے اِس نسبت کرنے مین مجبور کیا۔ آپکے حواریون اور اتباع کو اِسپر جوش آوے تو وہ مجھے مجبور ومعذور سمجھکر معافی دین اور اِس جوش کو جناب ممدوح ہی پر نکالین اور آپ سے دریافت کرین کہ اِن یوسف کا مریم سے خطبہ ہونا آپنے کس کتاب الہامی یا کس کتاب تاریخی سے اخذ کیا ہے جسکے سبب ظاہر قرآن وانجیل لوک کا خلاف کیا۔ اگر جناب ممدوح اسکی سند مقبول بتائینگے تو ہم **علیگڈہ** مین حاضر ہوکر آپ سے معافی کر آئینگے اور اگر آپ خود ہی اسکی سند بیان کرینگے

جواب بحث عقلی

نمبر اول کا وہی جواب ہے جو آپ کو سوجہا ہے اور اسکو نمبر۲ مین بیان فرمایا ہے پہر جو اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس صورت مین چاہیے تہا کہ وہ امر واضح ہوتا اسمین کسیکو شک و شُبہ نہ رہتا۔

اس کے جواب دو ہین ۔

اوّل (جو ظاہر قرآن پر مبنی ہے) یہہ ہے کہ بے شک مسیح ظاہر اور علانیہ طور پر بغیر باپ کے پیدا ہوئے جسکو اہل ایمان و انصاف نے مان لیا اور منکرون نے اسی سبب سے حضرت مریم کو تہمت زنا متّہم کیا اور صاف کہدیا ای مریم تو یہہ بہتان لائی نہ تیرا باپ بُرا تہا اور نہ تیری مان بدکار تہی (یعنی پہر تو بلا خاوند یہہ بچہ کہان سے لائی)

> یا مریم لقد جئت شیئًا فریا یا اخت هارون ما کان ابوك امرء سوء وما کانت اُمّك بغیا ۔ (مریم ۲۶)

اور شک و شبہہ منکرون کا تو مشاہدات یقینیّہ سے بہی رفع نہین ہوتا جب منکرون نے کسی روشن نشانی کو دیکہا تو هذا سحر مبین ہی کہا [illegible]

جواب دوم (جو ظاہر انجیل کے تسلیم پر مبنی ہے) یہہ ہے کہ گو یہہ امر اور ون پر ایک مدت تک مخفی رہا مگر حضرت مریم اور یوسف کو تو معلوم تہا اور اہل تسلیم و ایمان کے سامنے ظہور کمال قدرت الہی کے لئے صرف مریم صدیقہ کا بیان کافی ہے ۔ بہت سے عجائبات و کمالات قدرت الہی ابتدا پیدائش و عالم برزخ و عالم اُخروی کی ایسی ہین جنکو اور کسینے نہین دیکہا صرف انبیاء نے بیان کیا اور اہل ایمان نے مان لیا ۔ رہے منکر سو انکا ماننا تو مشاہدات عامہ کو بہی ناممکن ہے ۔

جواب نمبر ۳ یہہ ہے کہ قبل وجود نبی یا نبوّت نبی بہی معجزہ کا وجود ممکن بلکہ واقعہ ہے اگرچہ اسپر معجزہ کا اطلاق اُسیوقت ہوتا ہے جبکہ دعوی نبوت وقوع مین آتا ہے ۔ انجیل لوک باب اول ۴۲ حمل یحیی کا حمل مسیح کے لئے اوچہلنے کا قصہ اسپر گواہ ہے اور حدیثون مین بہت سی خوارق اس امر کے مؤید و شاہد موجود ہین ۔ جیسے† قبل نبوت آنحضرت صلعم کیطرف درختون کا سجدہ کرنا اور ایک پتہر کا

† دیکہو جامع ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھ ۱۲۸۲ھ صہ ۲۲۳

آنحضرت صلعم کو سلام کرنا اور اِسی قسم کے اور صدہا نظایر ہین+ پیشین گوئی جو اہل مذہب کے نزدیک ثبوت نبوت کے لئے ایک عمدہ دلیل ہے وجود نبی سے پہلے ہی ہوتی ہے اور اسکی معجزات سے شمار کیجاتی ہے۔ اور پیدایش مسیح مین دردزہ وغیرہ عوارض عادیہ کا پایا جانا اسکو معجزہ ہونیسے خارج نہین کرتا۔ معجزہ کے لئے یہہ شرط نہین ہے کہ اسکا کوئی امر یا متعلق عادت کے موافق نہ ہو۔ دیکھو عیسائیون کے اعتقاد مین مسیح نے پانچ جو کی روٹیون سے پانچہزار آدمیون کو سیر کر دیا۔ یا مسلمانون کے اعتقاد مین آنحضرت صلعم نے ایک روٹی سے اسی آدمیون کو سیر کر دیا۔ چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۱۳ مین صفحہ ۳۰۸ منقول ہوا تو ان مواضع مین کثرت و زیادت طعام معجزہ ہے باوجودیکہ اسکا متعلق یعنے روٹی ایک امر عادی و معمولی ہے خدا چاہتا تو روٹی کے سوا یونہی سکو سیر کر دیتا مگر یہہ کام خلاف عادت اُس نے اِسی معمولی روٹی سے لیا۔

جواب بحث نقلی انجیل

اس بحث کا جواب دو طور پر ہے ایک جواب عیسائی اصول و مسلمات پر۔ دوسرا اسلامی اور قرآنی مسلمات پر۔ عیسائی اصول و مسلمات پر جواب بہ تفصیل ذیل ہے۔

جواب امر اول و دوم بلاریب انجیل وغیرہ مین مسیح کو یوسف اور داؤد اور ابراہیم کا بیٹا کہا گیا ہے مگر ساتھہ اسکے یہہ بھی انجیل مین وارد ہے کہ وہ یوسف سے ہمبستر ہونیکے پہلے روح القدس سے حاملہ پائی گئی اور وہ بکر اور کنواری حاملہ ہوئی۔ چنانچہ متی باب ۱ مین ہے (۱۸) یسوع مسیح کی پیدایش اس طرح ہوئی کہ جب اُسکی مان مریم یوسف سے منسوب ہوئی اس سے پہلے کہ وہ ہمبستر ہوئی وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی (۱۹) اُسکے شوہر یوسف نے جو نیک مرد تھا اسکی تشہیر کرنی نہ چاہ کے

+ دیکھو شفاء عیاض صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ بریلی سنہ ۱۲۸۷ھ جسمین بہت سی خوارق و معجزات پیدایش اور صغیر سنی آنحضرت کے نقل کئے ہین جیسے بوقت ولادت شریف بی بی آمنہ والدہ آنحضرت صلعم سے ایک نور ظاہر ہونا جس سے تمام مشرق و مغرب مین اُجالا ہو گیا تھا۔ اور اسدن کسریٰ کے گھر مین زلزلہ واقع ہونا اور فارسیون کی آگ کا بُجھ جانا جو ہزار سال سے کبھی نہین بُجھی تھی۔ اور آپ پر بادل کا سایہ رہنا اور ایک خشک درخت کا آپکے نزول سے سرسبز ہو جانا وغیرہ ذالک۔

ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چہوڑ دے (۲۰) وہ اندیشون مین تہا کہ یکایک خدا کے فرشتے نے خواب مین اُسپر ظاہر ہوکے کہا اَے یوسف ابن داؤد تو اپنی جورو مریم کو اپنے پاس رکہنے سے مت ڈر۔ اسلئے کہ اسکا جو حمل ہے سو روح قدس سے ہے (۲۱) اور وہ بیٹا جنیگی اور تو اسکا نام یسوع رکہنا کہ وہ اپنے لوگون کو گناہ سے نجات دیگا۔ (۲۲) پس اسیطرح جو کچہہ خدا نے نبی کی معرفت سے کہا تہا پورا ہوا (۲۳) کہ دیکہو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اسکا نام عمانوئیل رکہا جاویگا (۲۴) تب یوسف نے سو نیسے اُٹہہ کر جیسا کہ خداوند کے فرشتے نے کہا تہا کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہان لے آیا (۲۵) پہر جب تک کہ وہ اپنا پہلا بیٹا نہ جنے اُسے نہ جانا اور اُسکا نام یسوع رکہا۔ اور **انجیل لوک** باب ا مین ہے (۲۶) چہٹے مہینے مین جبرئیل فرشتہ خدا کیطرف سے جلیل کے ایک شہر مین جسکا نام ناصرت تہا (۲۷) ایک کنواری پاس جو یوسف نام ایک مرد سے جو داؤد کے گہرانیسے تہا منسوب ہوئی تہی بہیجا گیا اور اس کنواری کا

+ انجیل مطبوعہ بیبل سوسائٹی مرزاپور ۱۸۷۰ء [illegible] ایک کنواری کے پاس جسکی یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے گہرانیسے تہا منگنی ہوئی تہی اور اس کنواری کا نام مریم تہا۔ یہہ وہ **عبارت** ہے جسکا ذکر وعدہ نقل حاشیہ صفحہ ۳ مین ہوا ہے۔ یہہ عبارت صاف ناطق ہے کہ اسوقت مریم کی یوسف سے منگنی ہوچکی تہی۔ اسمین مریم اور یوسف کے اسیوقت کے حالات وصفات کا ذکر ہے کہ یوسف ایسا تہا اور مریم ایسی۔ یوسف کی ایک صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ داؤد کے گہرانیسے تہا اور مریم کی تین صفتین کہ وہ کنواری تہی[1] اور اسکا نام مریم تہا[2]۔ اور اسکی یوسف سے منگنی ہوئی[3]۔ انمین صفت اول ودوم تو بلانزاع اسیوقت کے حالات ہین جبکہ فرشتہ نے آکر مریم کو بشارت دی تہی۔ ایسی ہی صفت سوم اس وقت کی حالت ہونی چاہیے یہہ اسوقت کی حالت نہ ہوتی تو صفت اول ودوم حالات سابقہ کے ساتہہ ذکر نہ کیجاتی سیہ اس عبارت کے ظاہری معنے ہین اور جو اُسکے ظاہر کو نمانے اور اسمین یہہ تاویل کرے کہ صفت سوم پچہلے وقت کی حالت ہے تو اسپر کسی الہامی یا تاریخی کتاب سے اس امر کا ثبوت دینا واجب ہے۔

نام مریم تہا (۲۸) اُس فرشتہ نے اُس پاس آکے کہا اے پیارے سلام خداوند تیرے ساتھ تو عورتون مین مبارک ہے (۲۹) وہ اسے دیکھہ کے اسکی بات سے گھبرا سوچنے لگی کہ یہہ کیسا سلام ہے (۳۰) تب فرشتہ نے اُس سے کہا اے مریم مت ڈر کہ تو خدا کے پاس پیاری ہے (۳۱) اور دیکھہ تو حاملہ ہوگی بیٹا جنیگی اور اسکا نام یسوع رکھیگی (۳۲) وہ بزرگ ہوگا اور خداوند خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا (۳۳) اور ہمیشہ یعقوب کے گھرانے کی بادشاہی کریگا اور اُسکی بادشاہت آخر نہ ہوگی (۳۴) تب مریم نے فرشتہ سے کہا مین مرد کو نہین جانتی ہون تو یہہ کیونکر ہوگا (۳۵) فرشتہ نے اُسے جواب مین کہا روح قدس تجھہ پر نازل ہوگی اور تجھپر اللہ تعالی کی قدرت کا سایہ ہوگا۔ اِسلئے وہ پاک فرزند جو تجھسے پیدا ہوگا خدا کا[+] بیٹا کہلائیگا۔ (۳۶) اور دیکھہ تیرے رشتہ دار الیشع کو بھی بڑہاپے مین بیٹے کا حمل ہے اور اُسکے حمل کا جو بانجھہ کہلاتی تھی چھٹا مہینا ہے (۳۷) کہ خدا کے آگے کچھہ ناممکن نہین ہے۔ اور **صحیفہ یشعیاہ باب** ورس ۱۴ مین ہے کہ ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اسکا نام عمانوئیل رکھیگی۔ ان آیات مین یہہ کہنا کہ مریم پہلے ہم بستر ہونے کے حاملہ پائی گئی اور وہ کنواری اور باکرہ حاملہ ہوئی۔ **اور** بجواب اس استبعاد مریم کے کہ میرے کیونکر بیٹا ہوگا فرشتہ کا یہہ جواب **دینا** کہ یہہ امر خدا کے آگے ناممکن نہین اور اسکی نظیر مین ایک ایسا ہی خلاف عادت امر (بانجھ کے حاملہ ہونے) کو پیش کرنا اور یہ نہ **کہنا** کہ یوسف (جو تیرا خاوند ہوچکا ہے یا آیندہ ہونے والا ہے) کے نطفہ سے لڑکا پیدا ہوگا **صاف یقین** دلاتا ہے کہ مسیح یوسف کے نطفہ سے پیدا نہین ہوا اسلئے اُن آیات کی جنمین مسیح کو یوسف و داؤد کا بیٹا کہا ہے باین طور **تاویل واجب** ہے کہ وہان بیٹے سے شرعی اور سببی بیٹا مراد ہے نسبی اور صلبی بیٹا مراد نہین ہے اور **چونکہ** یوسف بوقت پیدایش مسیح مریم کا شوہر ہوچکا تہا اور زوجہ کے بیٹے کو شوہر کا بیٹا شرعاً کہا جاسکتا ہے اسلئے مسیح کو یوسف کا بیٹا کہا گیا اور اسی نظر سے اُسکو داؤد کا بیٹا کہا گیا۔

+ جن معنی کر مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اسکا بیان عنقریب بصفحہ (۴۵) آتا ہے۔

اور جن لوگون نے بیٹے کو حقیقی اور صلبی بیٹے کے معنی مین سمجھا اونہون نے اسکا ترجمہ تخم یا پشت یا نسل سے کیا اور غلط فہمی سے اصلی معنی مرادی کو دوسرے معنی غیر مراد سے بدل دیا۔ یہہ تبدّل و تغیّر تجویز کرنا ہمارا ایسا ہے جیسا کہ آپنے ورس ۱۶ باب ۱ انجیل متی اور ورس ۳۳ باب ۲۔ انجیل لوک کی نسبت تجویز کیا اور کہا کہ اصل نسخون مین یہان لفظ باپ تہا مگر یونانیون مین عیسائی دین پہیلانے کے خیال سے تغیر ہوا آپ کی تجویز اور ہماری تجویز مین اتنا فرق ہے کہ آپ عمداً یونانیون کی خاطر سے اسمین تغیر تجویز کرتے ہین اور ہم خطاً نافہمی مراد کے سبب تغیر تجویز کرتے ہین اور اگر ہم یہہ تاویل نہ کرین اور آیات متمسکہ جناب کو ظاہری معنی پر حمل کر کے مسیح کو یوسف کے نُطفہ سے اور حقیقةً داؤد کی نسب یا نسل یا تخم قرار دین تو آیات انجیل متی وغیرہ کا جن سے ہمنے تمسک کیا ہے کچھ مطلب نہین بنتا اسیواسطے آپنے بہی اس فقرہ انجیل متی کا کہ وہ قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی" کچھہ مطلب نہین بتایا بلکہ باوجودیکہ اُسکے بعد و ماقبل کو ثبوت امر چہارم کے

† ان آیات ا[illegible] ہونا بیان کیا گیا ہے جو آپنے انجیل متی باب ۱ ورس ۱۶ مین یونانی خرچ کر کے مسیح کا یوسف سے پیدا ہونا بزعم خود ثابت کیا ہے یہہ بجز اظہار یونانی دانی کے کچھہ ثمرہ نہین بخشتا۔ یونانی کون سی انجیل کے اصلی زبان ہے کہ وہ انگریزی و اُردو انجیلون کی نسبت زیادہ بہروسہ و اعتبار کے لائق ہو سکے۔ وہ بہی تو بحسب اعتراف جناب بصفحہ ۲۸ جلد ۲ تفسیر نیچری کی عبرانی انجیل کا ایک ترجمہ ہے جسکا نہ مترجم معلوم ہے کہ کون تہا اور کہان ہوا اور نہ زمانہ معلوم ہے کہ کب گذرا پہر اس ترجمہ یونانی سے ہاتہہ مارنا کیا فایدہ دیتا ہے اور اگر بہرحال آپ کے نزدیک یونانی کو ترجیح ہے تو آیہ ۳۳ باب ۲۔ انجیل لوک کو کیون یونانی سے نہ لیا اُسمین ترجمہ انگریزی رومن و لگٹ وغیرہ پر اعتماد کیا اور یونانی انجیل مطبوعہ یونیورسٹی بیبل سوسائٹی کیمبرج ۱۸۷۶ء کا لحاظ نہ فرمایا جسمین بجائے لفظ باپ لفظ یوسف موجود ہے اور اگر یہان انگریزی ترجمون پر اعتماد کرنیکا کوئی خاص حکم آگیا تہا تو ترجمہ ٹشنڈارف جو مبنی اصل کو ڈکس الگزنڈرا ین الواح سنگی مطبوعہ شہر لیزگ اور ترجمہ لیو رمور صاحب مطبوعہ شہر بوسٹن امریکہ ۱۸۶۷ء اور ترجمہ جان برون مطبوعہ شہر ایڈن برگ اور ترجمہ اسکاٹ صاحب ۱۸۷۹ء شہر لنڈن و ترجمہ ہنری ۱۸۱۸ء کو دیکھہ لیا ہوتا جسمین بجائے باپ یوسف کا نام درج ہے۔

ذیل مین نقل کیا اور یوسف کے ارادہ مفارقتہ مریم کا ایک جعلی وخیالی سبب بتایا۔ مگر اس فقرہ متنازعہ
فیہا کو خورد برد کرلیا نہ اسکو نقل کیا اور نہ اُسکا کچھہ مطلب بتایا۔ اس سے بھی یقین ہوتا ہے کہ درصورت
تاویل نہ کرنے آیات متمسکہ جناب کے ان آیات کا کچھہ مطلب نہین بنتا۔ پس لامحالہ اُن آیات کے
تاویل واجب ہے یا ان آیات مین کذب والحاق وتحریف لفظی کا ماننا پڑتا ہے۔ اور
یہہ بات نہ صرف عیسائیون کے برخلاف ہے بلکہ اعتقاد **وتحقیقات جناب سے بھی مخالف**
ہے۔ آپنے تبیین الکلام کی جلد اول صفحہ ۲۶ مین بیان اقسام تحریف مین فرمایا ہے۔ اول یہہ کہ کتب
مقدسہ مین کچھہ لفظ یا عبارت اپنی طرف سے بڑہا دین۔ دوسری یہہ کہ اُن مین سے کچھہ لفظ یا عبارت
گھٹا دین۔ تیسری یہہ کہ لفظون کو بدل دین یعنی اصل لفظ نکال کر اُسکے بدلے اور لفظ داخل
کرین۔ پہر صفحہ ۲۷ مین فرمایا ہے ہمارے مذہب بموجب (خاص ذات شریف کو مراد رکہتے ہین)
پہلے تین قسمون کی تحریف کا کتب مقدسہ مین واقع ہونا ثابت نہین ہے ہم خود بڑے زور شور
سے اس بات کا جوابدیا ہے اور تفسیر تحریر لئے صفحہ ۴ مین فرمایا ہے مین اسبات کا قایل نہین
ہون کہ یہودیون اور عیسائیون نے اپنی کتب مقدسہ مین لفظی تحریف کی ہے **اور اگر آپ اس**
تحقیق سے اب انکار کرین اور انجیل مین تحریف لفظی کے قایل ہو جائین۔ چنانچہ مضمون انجیل متی
کے نسبت آپ کا یہہ کہنا کہ اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے اور نیز یہہ فرمانا کہ "وہ انجیلین حضرت عیسی
کی ولادت کی نسبت ان خالص خیالات ظاہر کرنیکا ذریعہ نہین ہوسکتین" اسکی طرف مشعر ہے تو
اس سے ہمارا تو کچھہ حرج نہین بلکہ بڑا فایدہ ہے اور بہت کام نکلتا ہے **مگر پہر آپ کو ان اناجیل سے**
مسیح کے تخم یوسف سے پیدا ہونے پر استدلال کرنا کب درست ہے آپ کے پاس وہ کونسا آلہ یا
پیمانہ ہے جس سے انجیل متی کے مضمون (قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی) مین تحریف ثابت ہوتی
اور اُن آیات کا جنمین مسیح کو یوسف کے تخم سے کہا ہے تحریف سے مبرا و محفوظ ہونا ثابت ہوتا ہے
اور جو آپنے بشہادت قول پادری رچارڈ واٹسن صاحب کے کہا ہے کہ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ایسا
مخفی رہا کہ حواریون نے بھی نہین جانا یہہ محض **خلاف واقعہ** اور بڑے سرے کی جرأت ہے جو

حال پیدائش مسیح کا انجیل لوک و متی سے بیان ہوا ہے یہہ متی حواری کا بیان ہے پہر یہہ
کہنا کہ حواریون نے اسکو نہین جانا کیا معنی رکہتا ہے کیا متی آپکے نزدیک حواری نہین ہے یا جو کچہہ
انجیل متی مین پیدائش مسیح کی نسبت بیان ہوا ہے یہہ متی کا قول نہین ہے کسی پہلے (مسیح کو خدا کا
بیٹا کہنے والے) نے از خود ملا دیا ہے ۔ یہہ بات اختیار کرین تو پہر آپ پر وہی سوال وارد ہے
جو در صورت تجویز تحریف لفظی وارد کیا گیا ہے ہان انجیلون کی شہادت کے رو سے اس قدر
مسلم ہے کہ مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ابتداء زمانہ پیدائش مسیح مین شہرہ عام نہ تہا صرف بعض خواص
کو معلوم تہا سو اسکی وجہ یہہ ہو سکتی ہے کہ اس امر کی عام اشتہار مین مسیح اور مریم کو ضرر پہنچنے
کا اندیشہ تہا اگر عام یہودی اور خاصکر بادشاہ وقت (ہیرودیس) یہہ بات سُن پاتے کہ جو یوسف
کی منکوحہ کو لڑکا پیدا ہوا یہہ یوسف کے تخم سے نہین ہے تو وہ حضرت مریم کو بہ تہمت بدکاری
سنگسار کرتے یا حضرت عیسی کو قتل کر ڈالتے ۔ اسی خوف سے مریم اور یوسف نے اس امر کو مشتہر
عام نہ کیا بلکہ جب نجومیون کے خبر دینے پر ہیرودیس نے مسیح کی تجسس کے لئے جاسوسون کو مقرر
کیا تو یوسف عیسی اور مریم کو مصر کیطرف لے بہاگا ۔

جواب امر سوم ۔ آپ کا یہہ دعوی کہ مقدس اور بزرگ لوگون کو خدا کا بیٹا کہنا صرف یونانیون مین
مروّج تہا ۔ اُنہی کی تقلید سے حواریون نے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا ایسا غلط و بے بنیاد ہے جسپر سوائ
ہو گا اور ہو گی دلایل متخیلہ جناب کے کوئی دلیل نہین ہے ۔ جناب من مقدس اور بزرگ لوگون کو خدا کا
بیٹا (بمعنی محبوب و مقرب) تو عہد عتیق مین بہت جگہہ کہا گیا ہے تعجب ہے کہ آپ کو باوجود دعوی ہمہ دانی
کہین نظر نہین آیا ۔

یرمیاہ باب ۳۱ نمبر ۹ مین افرائیم کو خدا نے پہلوٹا بیٹا کہا ہے **زبور ۲ نمبر ۶** مین داؤد کو خدا نے
بیٹا اور اپنے تئین اسکا باپ (یعنی مربی و مہربان) زبور ۷۹ نمبر ۲۶ و ۲۷ مین خدا نے اپنے تئین
داؤد کا باپ کہا ہے ۔ **خروج باب ۴ نمبر ۲۲** مین خدا نے اسرائیل کے حق مین فرمایا ہے کہ اسرائیل
میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹا بیٹا ہے (یعنی درجہ اول کا پیارا) اور **پیدایش** باب ۶ نمبر ۱ مین بہت لوگون

کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ پھر آپ کا کہنا کہ حواریون نے یونانیون کی تقلید سے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا ہوگا باوجود دعوی ہمہ دانی کیا معنی رکھتا ہے یہان سے حضرات عیسائی ہی کچھہ فہم و انصاف سے کام لین اور غور کرین کہ جیسے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ جس سے بجز محبوب یا مقرب یا ملہم ہونیکے کچھہ مراد نہین ہوسکتا۔ پھر عیسائیون نے بیٹا کہنے سے مسیح کا حقیقی بیٹا ہونا کیونکر تراش کرلیا اگر بیٹے کہنے سے خدا کا حقیقی بیٹا ہونا ثابت ہوسکتا ہے تو داؤد و اسرائیل کو کیون خدا کا حقیقی بیٹا نہین مانا جاتا طرفہ یہہ کہ خود حواریون نے خدا کا بیٹا ایسے وسیع معنی مین استعمال کیا کہ اُسمین ما و شما سب کا داخل ہونا ممکن ہے۔ اعمال باب ۱۷ نمبر ۲۹ مین پولوس مقدس نے اپنے تئین خدا کی نسل کہا ہے۔ رومیون باب ۸ نمبر ۱۴ مین سب پیروان ہدایت روح کو خدا کا فرزند کہا ہے اور ۲ قرنتیون باب ۶ نمبر ۱۸ مین پولوس مقدس نے خدا کو اپنا باپ کہا ہے ایسا ہی افسیون باب ۴ نمبر ۶ مین ہے اور عبرانیون باب ۱۲ نمبر ۱۰ مین بہت لوگون کو خدا کا فرزند کہا گیا ہے اور یعقوب باب ۳ نمبر ۹ مین خدا کو اپنا باپ کہا ہے یوحنا باب ۳ نمبر ۲ مین خدا کو باپ اور آپکو خدا کا فرزند کہا ہے۔ انجیل متی باب ۵ نمبر ۹ مین سب صلح کرنیوالون کو خدا کا فرزند کہا ہے باین ہمہ وسیع استعمال کے اگر حواریون کی کلام مین یا کہین عہد عتیق مین مسیح کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے تو اس سے مسیح کی کیا خصوصیت ہے جس سے وہ خدا کا بیٹا متصور ہے۔ اس طرفہ پر طرہ یہہ کہ جو لوگ مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہین وُہی لوگ مسیح کو خود خدا ہی کہتے ہین پر یہہ نہین سمجھتے کہ ایک شخص خود اپنا ہی بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے۔

اس چیستان کے ثبوت و بیان مین یہہ لوگ عجیب تقریرین پیش کرتے ہین اور مسیح کے خدا معبود خالق مالک قادر مطلق و لاتبدیل ہونیکے ثبوت مین عہد عتیق کے چند مقامات سے ہاتھہ مارتے ہین مگر واقع مین بجز ظن و تخمین و تحریف و تاویل کوئی سند نہین رکھتے۔ ہمنے انکی کتاب تفصیل الکلام کے باب ۲۳ کو جسمین مسیح کی نسبت ان صفات کا ادعا کیا ہے اور اسپر چند مقامات بیبل کا بطور فہرست حوالہ دیا ہے) تفحص کیا تو اسکے سبھی حوالون کو محض حیلون اور تاویلون پر مبنی پایا مگر اس مقام مین اسکی تفصیل اجنبی سے ہے۔

جواب امر چہارم - بیان امر چہارم مین تو آپنے اس دلیری اور دریادلی کے ساتھہ کذب و مغالطہ سے کام لیا ہے کہ کوئی دقیقہ اسکے دقایق سے فروگذاشت نہین کیا جو کچھہ فرمایا ہے اسمین دہوکا دیا ہے پھر آپکی دلیل سے آپکا مدعا ثابت نہین ہوتا - آپنے کیتھولک سیکلوپیڈیا کی عبارت پر مغالطہ آمیز حواشی لگاکر اُس سے کام لیا ہے ورنہ اصل عبارت متمسکہ جناب مین تو آپکی دعاوی کا نام و نشان نہین ہے بلکہ اسکا خلاف و ابطال بوجوہ ذیل پایا جاتا ہے -

(۱) اِس عبارت مین منگنی کو صرف وعدہ نکاح کہا ہے اور اسکا عنوان یہہ بتایا ہے کہ اتنی مُدّت کے بعد تو میری زوجہ ہوگی جسکا صاف یہہ مطلب ہے کہ اِس مدّت کے پہلے وہ زوجہ نہین ہوتی آپنے بدست آویز نکاح خطا و رفاتحہ خیر معمولی مسلمانان دیار ہند اِس منگنی کو دم نقد نکاح ٹھہرا دیا ہے اور اسکا یہہ مطلب قرار دیا ہے کہ تو اب ہی سے میری زوجہ ہوگئی اور یہہ نہ سوچا کہ ہوگی اور ہوگئی مین صریح فرق ہے ہمارا یہہ مغالطہ اہل عقل و انصاف کے سامنے کیونکر چل سکیگا -

(۲) اِس عبارت مین منگنی کے بعد صرف رویت زوجہ کا جواز بیان کیا ہے چنانچہ شریعت محمّدی مین بہی اُس عورت کا (جس سے کوئی نکاح کرنا چاہے) دیکھنا جایز ہے - آپ نے بدست آویز ولبقیاس دستور العمل اُن عیسائیون زمانہ حال کے جو انگیجمنٹ (یعنی نسبت موکدہ) کے بعد اور شادی سے پیشتر زن منسوبہ سے مدتون بطور امتحان مباشرت کرتے ہین جواز رویت سے جواز مباشرت تراش لیا ہے - اور اسپر ثبوت نسل و جواز توالد کا بہی حاشیہ چڑہا دیا - اور یہہ لحاظ نکیا کہ جس عبارت سے ہم اس دعوی پر استشہاد کر رہے ہین اسمین اِس مباشرت و جواز توالد و ثبوت نسب کا ذکر کہان ہے پھر اہل عقل و انصاف کے سامنے ہمارا یہہ دہوکہ کیونکر چہپا رہیگا -

(۳) اِس عبارت مین مسیح کو نسبت شدہ باکرہ سے متولّد کہا ہے آپ نے اُسکو منکوحہ موطوئہ (یعنے مباشرت کردہ شدہ) سے متولد بنا دیا اور یہہ نہ سوچا کہ مباشرت کردہ شدہ عورت کو باکرہ کب کہا جاسکتا ہے پہر ہمارا یہہ حیلہ و تصرف کیونکر مخفی رہیگا -

(۴) اس عبارت مین تو مریم کی منسوب ہونیکی حکمتون کو بیان کیا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ مریم کی

یوسف کیطرف منسوب ہوکر بلا پدر بچہ جننے مین یہہ حکمتین تہین کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے سے
منکر اور اُسکے دشمن بحسب ظاہر یوسف کو مریم کا شوہر دیکہہ کر اُسیکا بیٹا سمجہین اور بلا پدر پیدا ہونیکی حقیقت
وحقانیت سے کور چشم ہونیکے سبب مسیح پر طعنہ نہ کرین - اور اسکی والدہ کو زنا کی تہمت نہ دین اور حقیقت
شناس مومن تو جان ہی لینگے اور مان ہی جائینگے کہ وہ بکر حاملہ ہوئی ہے اور بغیر باپ کے بچہ جنی ہے
اور آپنے یہہ باتین یوسف کے تخم سے مسیح کی پیدائش کے حکمتین قرار دی ہین ؎ ببین تفاوت
راہ از کجاست تا بکجا -

الحاصل اس عبارت مین منگنی کو نکاح نہین کہا اور نہ بعد منگنی کے مباشرت کا جواز بتایا ہے اور نہ
یوسف کا مریم سے ہم بستر ہونا بیان کیا ہے - بلکہ اِن سب باتون کا خلاف بیان کیا ہے اِسلئے
اِس عبارت مین ثبوت دعوی جناب کا کہین اثر و نشان نہین ہے - ہان آپ کے حواشی سے آپکا
مطلب نکلتا ہے مگر اُن حواشی مین صداقت وحقانیت کا شائبہ بہی نہین ہے -

یہہ آپ کی [illegible] کتاب کیٹو سیکلوپیڈیا کی
طرف مراجعت کرتے ہین اور اِس سے بڑہکر تکذیب حواشی جناب اس کتاب سے نکلتے ہین -

ہمنے اِس کتاب کو بچشم خود دیکہا اور بزبان خود پڑہا اِسمین جملہ حواشی جناب کا صریح خلاف پایا اسکی
جلد سوم مطبوعہ ایڈن برگ دار السلطنت سکاٹ لنڈ کے صفحہ ۷۵ مین بعنوان میرج یعنی شادی
یہہ تمہید کی ہے کہ بیان رسوم نکاح مین ضروری ہے کہ ایک زمانہ کی رسم کا دوسرے زمانہ کی رسم
سے خلط ملط نہ ہو اسلئے ہم تین زمانون کی رسمین علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین - اول زمانہ قبل از موسی
دوسرا زمانہ شریعت ملنے سے قید بابل تک تیسرا زمانہ جلاوطنی سے آخر تک - پہر رسوم زمانہ اول دوم
کو بہ تفصیل بیان کیا جس کا بیان ہماری بحث و مقصود سے اجنبی ہے - پہر بصفحہ ۸۲ رسوم زمانہ سوم
جس سے ہمکو بحث ہے بہ تفصیل ذیل بیان کیا -

اول عورت کو پسند کرنے اور اسکی نسبت یا منگنی کا دستور جب لڑکا لڑکی نابالغ یعنی لڑکا تیرہ سال کا اور
لڑکی بارہ سال کی ہوتی اُنکی منگنی کا اختیار والدین کو ہوتا اور بعد بلوغ خود انکو اختیار ہوتا

ہیکل کا جلسہ اُسکا عمدہ موقع سمجھا جاتا ۔ **مشنہ** (کتاب حدیث یہود کا نام ہے) اس موقع پر یروشلم کی جوان لڑکیاں سفید لباس مستعار لیکر پہنتیں اور انگوروں کے باغوں میں سے گاتی اور رقص کرتی ہوئی گذرتیں اور کہتیں کہ اے جوان آدمی اپنی آنکھ اُٹھا اور دیکھ کس کو پسند کرتا ہے اور اپنی آنکھ ظاہری خوبصورتی پر نہ لگا بلکہ صالح خاندان کو دیکھ × × × × × پس جو عورت کسیکو خوش آتی اُسے پسند کرتا اور وہ یا اُسکا باپ لڑکی کے باپ کو اِس امر سے اطلاع دیتا تب وہ قانوناً باہم منسوب ہوتے اور اس نسبت کی شہرت کے لئے لڑکی کے گھر میں ضیافت کی جاتی (**جیوموتھ و قدوشین** فلان فلان کتاب یہود)

اب وہ عورت میڈ سیکرڈ Mad Sacred یعنی دولہ کے لئے مخصوص و مس غیر سے مبرا و محفوظ کہلاتی ۔ اِس منگنی کی لیگل Lagal یعنی شرعی یا قانونی ہونیکے لئے† تین طرق مفصلہ ذیل سے ایک طریق عملیں آتا ۔ **ایک** یہ کہ مال یا مالی چیز حق منگنی لڑکی کو اور اگر وہ نابالغ ہو تو اُسکے باپ کو دیا جاتا ۔ **دوم** خط یا معاہدہ تحریری لڑکی یا اُسکے باپ کو مرد دیتا ۔ **سوم** مرد عورت دو گواہوں کے سامنے بٹروتھل Betro Thel یعنی نسبت کا کلمہ کہکر خلوت

---

† یعنی ان طرق کے عملیں لانیسے پھر وہ شرعاً اُسکی منسوبہ ہو جاتی اور وہ منگنی شرعی ہو جاتی ۔ پھر منجملہ ان تین طرق کے طریق سوم کو بیحیائی قرار دینا اور اسکے ارتکاب پر تعزیر لگانا صاف بتاتا ہے کہ یہ امر اسکی شریعت میں جایز نہتا اگرچہ اس سے منگنی کا ثبوت ہو جاتا ۔ اسکی **نظیر** اسلامی احکام میں یہ ہو کہ اگر کوئی کسیکی قیمتی چیز بلا اجازت چوری یا غصب سے تصرف میں لا وے تو اگرچہ یہ فعل اُسکا شرعاً ناجایز ہے مگر اس فعل سے عوض و تاوان دلانیکا حکم ثابت ہو جاتا ہے وہ چیز بصورت نقصان و تغیر اسیکو دیجاتی ہے اور اسکی قیمت اس سے لی جاتی ہے ۔

جناب مخاطب نے یا جس نے یہ مضمون سیکلوپیڈیا سے آپ کو منتخب کر دیا ہے اس بات کو نہیں سمجھا ۔ سیکلوپیڈیا کے اِس فقرہ سے کہ ان طرق ثلثہ سے یہ منگنی شرعی ہو جاتی جواز مباشرت نکال لیا ۔ اور یہ غور نہ کیا کہ اگر یہ طریق شرعاً جایز ہوتا تو اس کو بے حیائی کیوں کہا جاتا اور اس کا مرتکب مستوجب تعزیر کیوں ہوتا ۔

میں چلی جاتی مگر اس امر کو بے حیائی خیال کیا جاتا اور اسپر کوڑی لگائی جاتی (**فقد وشین**
۴۰ باب) اور نسبت کیوقت یہ کلمہ سُنایا جاتا کہ دیکھو تو شریعت موسی اور بنی اسرائیل کے مطابق
فلانے شخص کے لئے بٹروتھڈ Betrothed یعنی منسوب کی جاتی - اگرچہ منگنی ابتداء نکاح
ہے اور بلا طلاق جدائی نہ ہونے میں مثل نکاح ہے تو بھی ایکچوئل Actual یعنی واقعی
نکاح کے لئے بکر کو بارہ مہینے کی اور بیوہ کو ایک مہینہ کی تیاری کے لئے مہلت دی جاتی (کتو
بوتہ ۵۷ الف)

منسوب اور منسوبہ کی ملاقات بحالت نسبت دستور مختلف شہروں کے مطابق ہوتی (**مشنہ
کتھوبوتھ** ۲) جب یہ منگنی پیچھے کر رسم شادی سے ملکر بہت پختہ و سنجیدہ ہو جاتی تو اسکو
ہمارے محاورہ میں انگیجمنٹ† یعنی عہد و پیمان شادی کہا جاتا × × × × ×

مضمون معاہدہ منگنی - الف اپنی باپ ب کی رضامندی سے د لڑکی ث کو بذریعہ‡
نکاح اور منگنی کے بعد [illegible] یعنی [illegible] مطابق شرع موسوی و بنی اسرائیل کے
اسکے بعد ایک کو دوسر سے کوئی امر از قسم مال و اسباب مخفی نہ رکھنا چاہیئے بلکہ جایداد پر مساوی اختیار
ہو گا اور دولہ کا باپ اپنی لڑکے کو عمدہ لباس پہناویگا اور اتنا روپیہ نقد دیگا اور دولہن کا باپ
اپنی لڑکی کو جہیز اور زیور اتنی مالیت کا اور اثاث البیت دیگا اور دولہ کو جھالردار پوشاک جو نماز کے
وقت پہنی جاتی ہے دیگا - اور نکاح انشاء اللہ تعالی فلان تاریخ فلان مقام میں دولہن کے باپ کی
لاگت سے ہو گا *

اسی قسم کے اور عہد و اقرار فریقین کرتے اور فریقین سے لوگ اسمیں ضامن و کفیل ہو جاتے × × ×
دوم شادی کیواسطے (**مشنہ** میں پوری عمر اٹھارہ برس ہے × × × شادی کا دن
ابتداء میں بکر کے لئے بُدھ کا روز مقرر تھا اور بیوہ کے لئے جمعہ کا دن - شادی کی دعوت دولہ کے

† اگرچہ بعض انگریزوں میں انگیجمنٹ کے بعد مباشرت کا معمول و رواج ہی مگر یہودیوں میں یہ امر جایز نہ تھا دیکھو اوپر کی سطریں -

‡ یعنی بذریعہ منگنی کے بالفعل اور بذریعہ نکاح کے آیندہ جب نکاح کریگا *

Engagement.

گھر شام کے وقت ہوتی - اُسدن دولہ دولہن روزہ رکھتے اور اپنے گناہون کا اقرار کرتے اور انکی تقصیرات معاف ہوتین - دولہن اگر باکرہ ہوتی کھلے بال اور مرد کا ہار اپنے گلے مین پہنتی اور باجے اور گانے اور رقص کے ساتھ دولہ کے گھر لائی جاتی - اپنے رشتہ دارون اور دوستون کے ساتھ جو مُرد کا ہار پہنے ہوئی ہوتی اور کھجور کی چھڑیان ہاتھ مین لئے ہوے جس راستہ سے برات گزرتی بنی اسرائیل مرحبا کرتے × × × × دولہ کے گھر پہنچتین تو دولہ دولہن کو ہاتھ سے پکڑ کر ڈیوڑھی مین لیجاتا - اُسوقت نکاحنامہ جسکا ذکر توریۃ کی کتاب مین ہے لکھا جاتا - اسمین اقرار ہوتا کہ بکر کے واسطے دوسو اور بیوہ کیواسطے ایک سو دینار مقرر ہے خواہ فریقین غریب ہون خواہ تونگر - اگرچہ بعد اسکے کسی خاص عہد کرو سے زیادہ کیا جاسکتا ہے - اس وثیقہ کے لکھے جانیکے پہلے نکاح نہین ہونا چاہئے - انقلاب زمانہ سے اس وثیقہ کے الفاظون مین مختلف تغیر ہوگئے ہین جو طالمود مین بیان ہو سو یہ ہے - چوتھے دن ہفتہ کے دن تاریخ فلان ماہ فلان سنہ فلان پیدائش دُنیا کے الف بیٹے ب نے س بیٹی ای سے کہا تو بموجب شرع موسیٰ اور بنی اسرائیل کے میری زوجہ ہو اور مین تیرے لئے کسب کرون گا تیری عزت کرونگا تیری پرورش کرون گا اور یہودی خاندان کے دستور کے موافق تیری حاجت روائی کرون گا جو اپنی بی بیون کے لئے کسب کرتے ہین اور انکی عزت اور پرورش کرتے ہین اور دیانتداری سے انکی ضروریات مہیا کرتے ہیں اور نیز میں تجھے تیری بکارت کے سبب دو سو سُوس چاندی دیتا ہوں - جو کہ شرعاً تیری ملک ہو اور تیری خوراک تیرا لباس اور جو کچھ تیرے گذارہ کے موافق ہو دونگا - اور میں تیرے پاس اونگا جیسے کہ ساری دُنیا مین دستور ہے - اور اس عورت نے منظور کرلیا اور اسکی زوجہ ہوگئی - پھر اسی قسم کے قول و قرار انمین ہوتے پھر ربی (عالم یہود) سات بار مبارکباد پڑھتا اور سب لوگ مبارک کہتے

یہ عبارت کیتھولک انسائیکلوپیڈیا کا خلاصہ ترجمہ ہے جس سے بعض رسوم و حالات منگنی و نکاح کو بنظر اختصار چھوڑ دیا گیا ہے - اسمین ان الفاظ کو (جنسے مخاطب یا انکے اُستاد محرر مضمون نے منگنی کو نکاح سمجھ لیا ہے) بعینہٖ انگریزی اور فارسی حروف مین نقل کیا گیا ہے تاکہ ناظرین اُن الفاظ میں غور کرین اور داد حق دین

اسی غرض سے عبارت آیندہ مین جو الفاظ محل بحث و اختلاف ہیں انکو بعینہا انگریزی و فارسی حروف مین لکھا جائیگا - اس عبارت میں بہت سے امور و رسوم میں منگنی و نکاح کا تفارق و تباین بیان کیا ہے - مگر از انجملہ جنسے منگنی و نکاح مین نوعی تفارق و تباین ثابت ہوتا ہی دو امر بیان کیئے ہین اول یہ کہ منگنی مین صرف عہد و وعدہ نکاح ہوتا کہ فلان مہینے و فلاں تاریخ کرینگے - اور اسدن منسوب و منسوبہ باہم زوجہ ہونگے اور نکاح میں دم نفذ ایجاب و قبول ہو جاتا اور ازدواج بالفعل وقوع مین آتا اور اس وعدہ کا ایفا ہوتا - یہ امر عبارت متمسکہ جناب میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ بصفحہ (۴۷) اسپر تنبہ کیا گیا ہے امر دوم یہ کہ منگنی کے بعد منسوبین کو صرف باہمی رویت یا بدون خلوت ملاقات کا اختیار و جواز ہو جاتا خلوت یا مباشرت کا جواز نہ ہوتا بلکہ اسکا مرتکب کوڑون سے پیٹا جاتا اور نکاح کے بعد خلوت و مباشرت کا جواز ہو جاتا بلکہ یہی امر اسکی غایتہ و مقصود اصلی تھا - ان دونون امرین منگنی اور نکاح کا متباین و جدا ہونا صاف یقین دلاتا ہی کہ یہودی شریعت میں منگنی نکاح نہیں ہے اور اسکو فاتحہ خیر یا نکاح [illegible] جیسا کہ [illegible] مشابہتہ و مشابہتہ نہین ہے بلکہ وہ اس منگنی سے مشابہتہ ہی جو ہندون مین اور ان کی پیروی سے بعض مسلمانون مین معمول و مروج ہے کہ لڑکی والا لڑکے کے موتھ مین خرما و غیرہ شیرینی دیدیتا ہے یا حجام کے معرفت لڑکے کے گھر مین روپیہ نقد بھجوا دیتا ہے اور لڑکے والا لڑکی کے لئے کپڑون کا جوڑہ یا زیور یا قند بھجوا دیتا ہے اور فریقین سے کوئی لفظ لڑکی لینے دینے یا نکاح کرنے کرانے کا زبان پر نہین لایا جاتا - یہ عام یہودی کی رسوم و احکام منگنی کے بابت سیکلوپیڈیا کا بیان ہے جس سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہو رہا ہے کہ جو مخاطب نے کہا ہے کہ یہودی شریعت مین منگنی عین نکاح ہے اور منگنی کے بعد مباشرت جایز ہو جاتی ہے اور ان باتون مین سیکلوپیڈیا کا حوالہ دیا ہے محض کذب و صاف مغالطہ ہی - اب سیکلوپیڈیا سے آپکا وہ کذب و مغالطہ ثابت کیا جاتا ہے جو خاص حضرت مریم و یوسف کی حالات منگنی و پیدائش مسیح کے باب مین سرزد ہوا ہے اور اسمین آپنے سیکلوپیڈیا کا حوالہ دیا ہے - اسی جلد سیکلوپیڈیا کے صفحہ ۹۱ مین ہے -

مریم باکرہ

مسیح کے باب مین بڑی دو پیشین گوئیان پوری ہونیوالی تہین ایک یہ کہ وہ نرالی طور پر عورت کے تخم سے پیدا ہو۔ دوسری یہ کہ وہ داؤد کا بیٹا ہو۔ پہلے امر کے ثبوت مین مولّف نے کئی کتابون کا حوالہ دیا ہے پہر لکھا ہے کہ اس امر نے بذریعہ فرشتے جبرئیل کے باکرہ مریم سے تکمیل پائی۔ دوسرے امر کا کافی ثبوت نہین دیا اور لکھا کہ مریم کا خاندان داؤد سے ہونا بیبل سے ثابت نہین علما کے قیاسات اور خارجی روایات سے ثابت ہے اور کہا کہ مسیح کو یوسف کی اولاد سے لکھنا اور اسکے ذریعہ سے مسیح کو داؤد کی اولاد قرار دینا حکایت پیدائش معجزہ کو باطل کرتا ہے اور اس سے دین عیسوی الٹ جاتا ہے۔ مولف کی اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مصنف کا اعتقاد وادعا یہی ہے کہ مسیح صرف تخم مریم سے پیدا ہوا ہے اسمین تخم یوسف کا دخل نہین ہے۔ گو مسیح کا ابن داؤد ہونا اس سے بدلیل قوی ثابت نہین ہوسکا اور بصفحہ ۹۳ اس کتاب کے کہا ہے کہ زمانہ منگنی مین حضرت مریم حسب رواج یہود کے اپنی مان باپ کے گھر رہتی اور اسکو انٹنڈڈ ہسبنڈ یعنی اپنی تجویز شدہ یا منسوب شدہ خاوند سے بلا وساطت یا شراکت تیسرے شخص کے کومیونیکیشن یعنی بات چیت لگاؤ میل نہ ہوتا۔ اس منگنی کا اثر و فایدہ اظہار اعلیٰ درجہ اُن کی تقدس بکارت کا تھا کیونکہ موسوی شریعت کی بموجب درصورت دور ہونے عصمت زن منسوبہ کے دونون (یعنی زن و زانیہ) کو سنگسار کیا جاتا۔ اور اسی جرم سے درصورت نامنسوب ہونے عورت کے مرد کو خفیف سزا دی جاتی اور عورت کی شادی کردی جاتی —✣

مسیح کے بجائے باکرہ مجردہ کے باکرہ منسوبہ سے پیدا ہونے مین حکمت الہی کے بیان مین کئی راہین عمدہ اور زیبا بات یہ ہے کہ والدہ مسیح کی باکرہ ہونے پر کوئی گواہ ہو اور اسکا کوئی پروٹکٹر یعنے محافظ ہو اور مسیح کا فاسٹر فادر یعنی ہونہ بولا باپ یا پرورش کنندہ باپ ہو اور وہ ایسا شخص ہو کہ تخت داؤد کا وارث ہو تا کہ اپنی اڈوپٹڈ سن یعنی متبنّی بیٹے کو حقوق اس رتبہ کے دے اور وہ تمام شخصون مین سے اور دعویدار کے دعوے کو رد کرنے کا مستحق ہو۔ اور آرجن اور اگنیشس کے خیال مین اسکی حکمت

Intended husbend. Communication.

یہ ہی کہ شیطان پر مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ظاہر نہ ہو۔ مگر زیادہ سیدھا اور سادی وہی بیان اول ہے
یہ مضمون سیکلوپیڈیا کا خاص حضرت مریم اور یوسف اور مسیح کے متعلق (جو باختصار بیان ہوا)
امور ذیل پر نص صریح اور تصریح قطعی ہے (۱) حضرت مریم اور یوسف منگنی کے زمانہ مین ہم بستر
تو کیا بلا وساطت تیسرے شخص کے ہم مجلس و ملاقی بھی نہ ہوئے (۲) پیدائش مسیح دُنیا سے نرالی
صرف تخم مریم سے ہوئی ہے (۳) یوسف سے مریم کی منگنی اسلئے ہوئی ہے کہ یوسف اس بات
کی شہادت دے کہ مریم بکر حاملہ ہوئی ہے پیدائش مسیح کے پہلے اُس نے اس سے صحبت نہین کی
(۴) یوسف مسیح کا موُنھ بولا یا پرورش کنندہ باپ تھا حقیقی باپ نہ تھا (۵) مسیح اسکا متبنّیٰ بیٹا
تھا نہ حقیقی و صلبی بیٹا (۶) یہ حکمتین جو بیان ہوئی ہین یہ مریم کے منسوب ہونیکی حکمتین ہین نہ مسیح
کے تخم یوسف سے پیدا ہونے کی حکمتین۔ اس سے صاف ثابت ہوا ہے کہ جو آپنے بدست آویز
کیبٹو سیکلوپیڈیا کے یوسف نجار کا بحالت منگنی مریم سے ہمبستر ہونا اور اُس سے مریم کا حاملہ ہونا
اور مسیح کا متولد [illegible] کہین نام و نشان
نہین ہے اور جو آپنے اس کتاب سے پیدائش مسیح کی حکمتون کا بیان و اظہار کیا ہے وہ بھی شتر
و گربہ سے خالی نہین ہے۔ سابقاً بصفحہ ۷ ہمنے بطور تنزل اس نقل و بیان کو مانکر اسکا مطلب
آپ کے قول کا مکذب بیان کیا تھا۔ اب بنقل اصل عبارت سیکلوپیڈیا یہ بتا دیا کہ حکمت اول
و دوم آپکی حکمت عملی کا نتیجہ ہے اس کتاب مین اسکا ذکر ہی نہین ہے ✤

معلوم ہوتا ہے کہ جناب مخاطب نے اصل کتاب سیکلوپیڈیا سے ان عبارات کو نقل نہین کیا ورنہ
اس کتاب کو کبھی آنکھ سے دیکھا ہے کسی حواری کے (جن سے ہم خوب واقف ہین) بیان و تقلید
پر اعتماد کر کے جو کچھ اُنہون نے بتایا یا لکھ بھیجا اسکو بلا تحقیق درج تفسیر کر دیا اور اپنی فراخ
نظری و راست بیانی کو خوب ظاہر کر دکھایا یہ پردہ دری علم و معلومات جناب اس طعن
بہتان کی سزا ہے جو مریم عفیفہ صدیقہ پر آپ نے جمایا ہے اور انکو یوسف نجار کا فراش ٹھرایا
بعض اکابر نے کیا اچھا کہا ہے ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ٭ میلش اندر طعنۂ پاکان کند ٭

یہ جو کیتھوسیکلوپیڈیا میں منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے خلوت اور صحبت کو ناجایز بتایا ہے ایسا ہی کتب یہود میں موجود ہے اور اُسی پر اسوقت کے یہود کا عمل ہے۔ ہم نے اصل کتب یہود اور علماء یہود کیطرف رجوع کیا تو اُن کو سیکلوپیڈیا کے بیان کا مصدق پایا اور یہی مضمون اور کتب عیسائیوں میں دیکھا۔

یہودیوں کی کتاب نماز میں ہے مبارک ہے تو اللہ بادشاہ عالم کا جو ہم لوگوں کو مقدّس کیا اپنے فرمانوں میں اور ہمکو بتادیں جو عورتیں کہ حرام ہیں اور حرام کیں ہمارے لئے عورتیں منگنی والیاں اور حلال کیں ہمارے لئے عورتیں بیاہ والیاں خاص نکاحوں کے ذریعہ سے۔ مبارک تو اے خُدا کہ مقدس کیا قوم بنی اسرائیل کو بذریعہ نکاح پاک کے ÷

اس مضمون کی اصل عبارت عبرانی یہ ہے

בָּרוּךְ אַתָּה ה' אֱלֹהֵינוּ מֶלֶךְ הָעוֹלָם אֲשֶׁר קִדְּשָׁנוּ
בְּמִצְוֹתָיו וְצִוָּנוּ עַל הָעֲרָיוֹת וְאָסַר לָנוּ אֶת
הָאֲרוּסוֹת ' וְהִתִּיר לָנוּ אֶת הַנְּשׂוּאוֹת לָנוּ
עַל יְדֵי חֻפָּה בְקִדּוּשִׁין · בָּרוּךְ אַתָּה ה' מְקַדֵּשׁ
עַמּוֹ יִשְׂרָאֵל עַל יְדֵי חֻפָּה בְקִדּוּשִׁין :

(اسکی تحریر فارسی حروف میں بطور رومن یہ ہے)

بَارُوخ اَتَّاه اَدُونَائی مِیلِخ هَاعُولَام اِشِر قِدِّشَانُو بِمِصُوتَاو وِصِوَّانُو عَل هَعرِیوث
وِاِسَرلَانُو اِث هَارُو سُوث وِهِتِّیرلَانُو هَنِسُّواُوث لَانُو عَل یدی حُوپَا بقِدُّشِین
بَارُوخ اَتَّاه اَدُونَائی مِیقَدِّش عَمُّو بِسرَئِیل عَل یدی حُوپَّا بِقِدُّوشِین -+

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منسوبہ عورت سے قبل نکاح مباشرت سخت حرام ہے حتی کہ اسکا ذکر یہودیوں کی ادعیہ نماز روزانہ میں داخل ہے ÷

اندنوں لاہور میں ایک جنٹلمین یہودی کا نکاح ہوا تو اسمیں اسی رسم و حکم پر عمل ہوا۔ منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے منسوب اور منسوبہ یکجا ہونے نہ پائے۔ دونوں کے پاس پہرے متعین رہے جب دور دور (کلکتہ وغیرہ) سے دس نفر یہود کو بلا کر مجمع کیا گیا اور ان کے ربّی (عالم یا ملّاجی) نے نکاح پڑھا تب اُن کو اختلاط حلال ہوا۔ اسی عالم یہودی سے ہم نے یہ امر زبانی دریافت کیا تو اُس نے یہ جوابدیا کہ منگنی سے پیچھے اور نکاح سے پہلے عورت منسوبہ سے خلوت و صحبت یہودی شریعت مین ایسی حرام ہے کہ اگر اس سے اولاد ہو تو وہ اولاد حرام شمار کی جاتی ہے اور وہ عبادت گاہ میں آنے اور شامل ہونے نہیں پاتے ؛

عیسائی علماء کا بھی اس مسئلہ کی نسبت یہی خیال و مقال ہے چنانچہ ریورنڈ کلارک نے تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۱۲ مین لکھا ہے کہ فرشتہ مریم کو جو حالت منگنی میں ہے یوسف کی جورو بتلاتا ہے یہان سے ظاہر ہے کہ جورو کا لقب منگنی کیحالت میں عورت پر جایز ہے مگر بعض بد کارون کے دستورات پر حالت منگنی میں ہمبستر ہونا حرام کاری ہے اگرچہ مجاز اً جورو ہے پر یقیناً جب ہوگی جب نکاح ہوجائیگا ؛

اِن شہادات و بیانات سے صاف ثابت ہوا کہ جو کچھہ اپنے ثبوت امر چہارم مین لکھا ہے کذب و مغالطہ ہے نہ عام یہودیون میں منگنی کو نکاح سمجھہ کر صرف منگنی کے بعد عورت سے ہمبستر ہونا جائز سمجھا جاتا اور نہ خاص حضرت مریم و یوسف کو منگنی کے بعد ہمبستری کا اتفاق ہو کر یوسف سے مسیح کا حمل ہوا۔ بلکہ یہ حمل (چنانچہ انجیل متی مین ہے) یوسف و مریم کے ہمبستر ہونیسے پہلے پایا گیا۔ اور جو آپنے اس آیۃ انجیل متی کے جواب مین لکھا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حمل ہوجانے کے سبب یوسف نے مریم کو چھوڑنے کا ارادہ کیا ہوگا اس جواب میں آپنے مردانگی سے کام نہیں لیا مردانگی یہ تھی کہ اس آیۃ کے اس فقرہ متنازعہ فیہا کو (جسمین ہمبستر ہونیسے پہلے حاملہ ہونا بیان کیا گیا ہے) نقل کرتے اور اسکا جواب دیتے۔ یہ کیا مردانگی اور بہادری ہے کہ اصل متنازعہ فیہ امر جس سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہوتا ہے تعرض نہین کیا

اور ادہر اُدہر کی باتوں کا اناپ شناپ جواب دیدیا اور لوگوں کو یہ جتایا کہ ہمنے مسیح کا باپ سے پیدا ہونا انجیل سے ثابت کیا ہے اور جس آیتہ انجیل سے لوگ بغیر باپ پیدا ہونا نکالتے ہیں اسکا بخوبی جواب دیدیا ہے یہ دلیریاں اسی خیال پر ہیں کہ ہماری اُمتہ میں ہماری باتوں پر بے دیکھے بن سمجھے ایمان لایا جاتا ہے۔ مگر افسوس یہ امر ذہن نشین جناب نہیں ہوا کہ ہماری کلام کو کوئی ہمارا مخالف دیکھیگا تو وہ اُسپر بجز ہنس دینے کے کیا کریگا +

بالجملہ جو کچھہ آپنے امور اربعہ کے ثبوت میں لکھا ہے اسمیں جو صحیح ہے وہ آپ کی ثبوت دعوی میں صریح نہیں اور جو صریح ہے وہ صحیح نہیں یعنی جو آپنے امر اوّل کے ثبوت مین لکھا ہے کہ (بشہادت انجیل) مسیح داؤد اور یوسف کا بیٹا ہے یہ امر صحیح ہے مگر اس معنی میں صریح نہیں ہے کہ وہ صلبی اور نسبی بیٹا ہے باقی جو کچھہ آپنے امور ثلثہ کے ثبوت مین کہا ہے اسمیں ایک لفظ صحیح نہیں جو کچھہ کہا ہے صریح کذب و صاف مغالطہ ہے اسپر اگر آپ کو کچھہ غیرت آوے یا حمیت جوش مارے تو اس آیتہ انجیل متی کا (کہ مریم قبل ہمبستر ہونے کے حاملہ پائی گئی) جواب دیکر مسیح کا داؤد اور یوسف کا صلبی و نسبی بیٹا ہونا ثابت کر دین اور کسی یہودی یا عیسائی کی کتاب معتبر سے ان باتون کا ہیچ طور پر ثبوت دین کہ (۱) یہودی شریعت مین منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے مرد عورت کا ہمبستر ہونا جایز تھا۔ اور (۲) یوسف مریم کے گھر جا کر اس سے خلوت کیا کرتا۔ اور (۳) مریم کو اسی سے حمل ہوا تہا یہ نہ ہو سکے تو جو کچھہ آپ نے لکھا ہے اسکو اپنے ہاتہہ سے چاک کر کے دریا برد کریں اور مریم عفیفہ صدیقہ پر تہمت جماع سے باز آوین +

بحث نقلی انجیل کا دوسرا جواب جو اسلامی اصول و مسلمات پر مبنی ہے

چونکہ قرآنی شہادت سے جسکا بیان عنقریب آتا ہے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہے کہ مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوا اسلئے جو کچھہ پیدائش مسیح کی نسبت انجیل متی و لوک مین وارد ہے کہ قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی اور بلا مسّ بشر بچہ جنی" وہ صحیح و درست ہے اور جو اسکے برخلاف انجیل یا اور کتب عیسائیون میں ہے کہ وہ یوسف یا داؤد کا بیٹا ہے اور ان کی پشت یا تخم یا نسل سے پیدا ہوا ہے اسکی تاویل واجب

ہے اور جو امر تاویل پذیر نہ ہو اسکو یقیناً کذب شمار کرنا لازم ہے چنانچہ بہ نسبت جملہ اکاذیب یہود و نصاری کے مسلمانون کا بھی اصول و اعتقاد ہے اس اجمال کی مفصل و راس بیان کی مصدق بحث نقلی از قرآن ہے جو شروع کی جاتی ہے باللہ التوفیق ❊

بحث نقلی از قرآن

زمانہ نزول قرآن میں حضرت مسیح کی نسبت دو✝ مختلف دعوی کئے جاتے تھے عیسائیون کا دعوی یہ تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ یعنے تیسرے خدا اور کمیٹی خدائی کے تیسرے ممبر۔ اور یہودیوں کا دعوی یہ تھا کہ وہ ناجائز طور پر پیدا ہوئے ہیں اور جس باپ کیطرف وہ منسوب تھے اسکے تخم سے نہ تھے دوسرے شخص کے تخم سے (جسکا نام جناب مخاطب نے پنڈاٹالی بتایا ہے) اور ان دونوں دعاوی کا منشاء و مبنی یہی امر تھا کہ وہ بلاباپ متولد مانے اور سمجھے جاتے اور یوسف نجار کے (جو اُن کا فاسٹر فادر یعنی مونہہ بولا باپ تھا) نطفہ سے [illegible] ورطہ ضلالت میں ڈالا کہ جس حالت میں انکا کوئی انسان باپ نہیں ہے تو انکی پیدائش بجز اسکے کہ خدا کو باپ مانا جاوے یا انکو خود خدا بلباس بشر کہا جاوے کیونکر ممکن ہے اور اسی امر نے یہودیون کو اس ورطہ ضلالت میں ڈالا کہ جس حالت میں بزعم عیسائیون کے یوسف انکا حقیقی باپ نہیں ہے تو انکی پیدائش بجز اسکے کہ وہ (معاذ اللہ) کسی اور انسان سے ناجائز طور پر پیدا ہوئے ہون کیونکر متصور ہے۔ بالجملہ انکی نسبت بلاباپ پیدا ہونیکے اعتقاد و ادعا نے ان دونون فریق کو اس اختلاف میں ڈالا ❊

✝ اس امر کا جناب مخاطب کو بھی اعتراف ہے چنانچہ تفسیر نیچیری کے صفحہ ۳۰ مین آپ نے کہا ہے جب قرآن نازل ہوا اسوقت دو فرقے مخالف موجود تھے ایک فرقہ نہایت نالایقی اور بدی سے یہ کہتا تھا کہ حضرت مسیح بطور ناجایز مولود کے پیدا ہوئے ہین دوسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ ہین ❊

اور قرآن مجید کی نسبت خدا نے یہ فرمایا ہے کہ یہ قرآن بنی اسرائیل کے اکثر اختلافی امور میں فیصلہ کرتا ہے یعنی اکثر اختلافات یہود ونصاریٰ میں فیصلہ کرنا قرآن کا ایک فرض ہے۔

ان هذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی هم فیه یختلفون (نمل ۶۶)

بناءً علیہ ہکو یہ غور کرنا لازم ہے کہ قرآن مجید نے اس مقدمہ مین دست اندازی وتعرض کیا یانہین؟ اور کیا تو کیا فیصلہ کیا؟ اُنکے دعاوی کے نسبت کیا تجویز کیا؟ اور انکی منشاء ومبنیٰ دعوی کی نسبت کہا گیا؟ قرآن شریف سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن نے اس مقدمہ کے فیصلہ سے تعرض کیا† ان دونون فریق کے خیالات و دعاوی کو باطل کیا اور صاف فرمادیا کہ جو مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہین وہ بھی گمراہی وغلطی پر ہین اور جو ناجایز مولود کہتے ہین وہ بھی گمراہ ہین اور قول فیصل و امر حق اسباب مین یہ ہے کہ وہ خدا کے بندے ہین اور وہ خدا کی ایسے مخلوق ہین جیسے آدم وزمین وآسمان وغیرہ مخلوقات ہین۔

اور ان کے دعاوی کے منشاء ومبنیٰ (یعنی مسیح کے بلا باپ پیدا ہونے) سے بھی تعرض کیا۔ اس منشاء کے وجود کو توڑ نہین کیا بلکہ مسلم رکھا مگر اسکے لازمہ ونتیجہ کو جو فریقین اس سے نکالتے ہین رد کردیا اور یہ بتادیا کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے سے نہ انکا خدا یا فرزند خدا ہونا ثابت ہوتا ہے نہ مولود ناجایز ہونا +

دعوی یہود کا رد وابطال بایں الفاظ فرمایا ہے کہ ہمنے یہودیوں کو اُنکے کفر کرنے اور مریم پر بہتان باندہنے کے سبب پھٹکارا۔

وبکفرهم وقولهم علی مریم بهتانا عظیما

اور دعوی عیسایون کا ابطال بہت تفصیل سے کئی مواقع قرآن مین فرمایا ہے۔

† اس فیصلہ کا مخاطب کو بھی اعتراف ہے چنانچہ تفسیر خیریہ کے صفحہ ۳۰ مین عبارت سابق کے متصل فرمایا ہے۔ قرآن مجید نے ان دونون فرقوں کے اعتقاد کو رد کردیا اور حضرت مسیح کے مقدس اور ربانی ہونے پر حضرت مریم کی عصمت وطہارت پر گواہی دی اور اس بات کو کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ ہین جھٹلادیا اور بتلادیا کہ وہ مثل اور انسانون کے خدا کے بندے ہین۔

يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم ولا تقولوا على الله الا الحق انما المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وكلمته القاها الى مريم وروح منه فامنوا بالله ورسله ولا تقولوا ثلثة انتهوا خيرا لكم انما الله اله واحد سبحنه ان يكون له ولد له ما في السموات وما في الارض وكفى بالله وكيلا — لن يستنكف المسيح ان يكون عبدا لله ولا الملئكة المقربون ومن يستنكف عن عبادته ويستكبر فسيحشرهم اليه جميعا فاما الذين امنوا وعملوا الصلحت فيوفيهم اجورهم ويزيدهم من فضله واما الذين استنكفوا واستكبروا فيعذبهم عذابا اليما

سورۂ نساء میں ارشاد ہے اے اہل کتاب دین میں زیادتی نہ کرو اور خدا پر بجز حق کچھ نہ کہو مسیح عیسی بن مریم تو صرف رسول ہے اور خدا کے حکم سے پیدا ہوا جو مریم کیطرف اُس نے بھیجا اور اسکی طرف سے وہ روح ہے پس تم خدا اور رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین خدا نہ کہو تثلیث سے باز آؤ اور خیر (یعنی توحید) کا قصد کرو اللہ تو ایک ہی ہے وہ اس سے (بھی) پاک ہے کہ اسکا کوئی بیٹا ہو آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ خدا کی ملک و خلق ہے اور خدا سب کے لئے کافی کارساز ہے۔ مسیح کو خود خدا کے بندہ ہونے سے انکار نہیں ہے اور [illegible] اور جو اسکی عبادت سے انکاری ہو اور تکبر کرے ان سب کو اکٹھا کرے گا پھر مومنین نیک عمل کو جزاء عمل دیگا اور منکروں کو عذاب کریگا ۞

ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صديقة كانا ياكلان الطعام انظر كيف نبين لهم الايات ثم انظر انى يؤفكون (مائده ۱۶) انى يكون له ولد ولم تكن له صاحبة (انعام ۱۳)

اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے کہ مسیح صرف رسول ہے اور اسکی ماں بڑی راست باز وہ دونوں کھانا کھاتے تھے+ دیکھو ہم ان کے لئے کیسی نشانیاں بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ کیسے حق سے پھری جاتے ہیں اور سورۂ انعام میں فرمایا ہے خدا کے لئے بیٹا کیونکر ہوگا اسکی بیوی تو نہ

+ یعنی بیت الخلاء جایا کرتے پھر مسیح کیونکر خدا ہو سکا اس آیۃ میں لطیف کنایہ اسی امر کا بیان مقصود ہے چنانچہ ایک نامی انگریز نے اس امر کو مانا ہے اور اس سے قرآن کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف کیا۔

اسی قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جنکی بیان مین طول ہوتا ہے ❖

اور وجود منشاء و مبنی دعویٰ فریقین (یعنی مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا) مسلم رکھنا اس طور پر ہوا ہے کہ قرآن میں اس سے انکار کیا اور یہ کہین نہین فرمایا کہ مسیح بلا باپ پیدا نہین ہوا یوسف نجار کے تخم سے پیدا ہوا ہے بلکہ حالات پیدائش مسیح کو ان الفاظ سے بیان کیا ہو کہ انکے ظاہر معنی سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے -

سورہ مریم میں ارشاد ہے - مریم کا حال کتاب مین سنا دے جب وہ گھر والون سے

واذكر في الكتب مريم اذ انتبذت من اهلها مكانا
شرقيا فاتخذت من دونهم حجابا فارسلنا
اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا قالت اني اعوذ
بالرحمن منك ان كنت تقيا قال انما انا رسول
ربك لاهب لك غلاما زكيا قالت انى يكون لي
غلاما ولم يمسسني بشر ولم اك بغيا قال
كذلك قال ربك هو علي هين ولنجعله آية
للناس ورحمة منا وكان امرا مقضيا فحملته
فانتبذت به مكانا قصيا - فاجاءها المخاض
الى جذع النخلة قالت يليتني مت قبل هذا
وكنت نسيا منسيا فناداها من تحتها الا تحزني
قد جعل ربك تحتك سريا وهزي اليك بجذع
النخلة تسقط عليك رطبا جنيا فكلي واشربي
وقري عينا فاما ترين من البشر احدا فقولي
اني نذرت للرحمن صوما فلن اكلم اليوم انسيا

ایک مشرقی مکان مین کنارہ ہوئی پس بنا لیا انسے
پردہ پس ہمنے اسکی طرف اپنی روح (جبرئیل) کو
بھیجا جو اسکو پورا انسان ہو کر نمایان ہوا - وہ
بولی مین تجھسے خدا کی پناہ مانگتی ہون اگر
تجھے خدا کا خوف ہے وہ بولا مین تو خدا کا بھیجا ہوا
(فرشتہ) ہون تجھے ایک پاک لڑکا دینے آیا ہون
وہ بولی میرے کیونکر ہوگا مجھے بشر (یعنی خاوند)
نہین چھوا اور نہ مین بدکار ہون وہ بولا خدا کی
شان یا قدرت ایسی ہی ہے - خدا نے فرمایا ہے یہ امر مجھ
پر آسان ہے اور مین اسکو لوگون کے لئے نشانی (قدرت)
اور اپنی رحمت بنانا چاہتا ہون اور یہ کام ہوا ہوا ہے
تب (یعنی اس کہنے کے متصل ہے) وہ حاملہ ہوئی
اور اس حمل سے وہ دور مکان کنارہ ہوئی - پس اسکو
دردزہ نے ایک درخت خرما (خشک) کے تنہ مین
پہنچایا اور اسنے یہ کہا کاش مین اس سے پہلے مر جاتی

فاتت بہ قومہا تحملہ ؕ قالوا یا مریم لقد جئت شیئاً فریا یا اخت ھارون ما کان ابوک امرء سوءٍ وما کانت امک بغیا فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا قال انی عبد اللہ اٰتنی الکتٰب وجعلنی نبیا الخ (مریم ۲۶)

اور پہولی بسہری ہوتی اسکے نیچے (کی جانب) سے جبریل یا مسیح نے پکارا تو غم نہ کر تیرے نیچے (کی جانب) خدا نے نہر (جاری) کردی ہے تو اس تنہ کو ہلا یہ تازہ کہجورین تجھپر گرا دیگا (ان میں سے) کہا اور (وہ پانی) پی اور آنکہیں ٹھنڈی کر۔ اگر تو کسی بشر کو دیکھے تو (اشارہ سے) کہدے کہ مینے خدا کی نذر مانی ہے آج مین انسان سے کلام نہ کرونگی۔ پس وہ لڑکے کو قوم کے پاس اٹہا لائی۔ لوگ بولے ای مریم (یہ) تو بہتان باندہ لائی ای ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تہا اور نہ تیری مان بدکار تہی (یعنی پہر تو یہ بچہ بے پدر کیونکر لائی) اُسنے لڑکے کی طرف اشارہ کردیا وہ بولے ہم اس سے کیونکر کلام کرینگے جو گہوارہ مین لڑکا ہے۔ وہ لڑکا خود ہی بول اُٹہا مین خدا کا بندہ ہون مجہے خدا نے کتاب دی ہے اور مجہے نبی کیا الخ۔

یہ ظاہر الفاظ قرآن کا ترجمہ ہے جن میں کسیکو جائے خلاف و کلام نہیں ہے مگر ازانجملہ چار باتوں مین مخاطب کو علماء اسلام کے برخلاف کلام ہے اِسلئے اُن باتوں کو قبل نقل کلام مخاطب مدلل کرنا مناسب سمجہا گیا ہے **اول** یہ کہ حمل اس کہنے کے متصل ہی ہوا **دوم** یہ کہ مسیح کے پیدا ہوتے ہی مریم اسکو قوم کے پاس اٹہا لائی۔ **سوم** یہ کہ یہودیون نے اسیوقت ان پر زنا کی تہمت لگائی۔ **چہارم** یہ کہ اُسیوقت مسیح نے انکی جوابدہی کی۔ **ان** سب باتون کا ثبوت سیاق والفاظ قرآن مین پایا جاتا ہے چنانچہ تفصیل وار قلم مین آتا ہے۔

پہلی بات کے ثبوت پر حرف (ف) شاہد ہے جو آیۂ فحملتہ مین وارد ہے اور وہ محاورہ عرب مین ترتیب بلامہلت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر مین بیان مدت حمل مین چند اقوال نقل کرکے فرمایا ہے کہ ابن عباس کا یہ قول

وھو قول ابن عباس رض ایضاً کانت مدۃ الحمل ساعۃ واحدۃ ویمکن الاستدلال علیہ من

ہے کہ حمل ایک ساعت تہا۔ پہر اسپر دو دلیلوں سے استدلال کیا ہے اول دلیل پیش کی ہے کہ ان الفاظ

وجہین (الاول) قوله تعالی فحملته فانتبذت به فاجاءها المخاض فناداها من تحتها والفاء للتعقیب فدلت هذه الفاءات علی ان کل واحد من هذه الاحوال حصل عقیب الآخر من غیر فصل و ذلک یوجب کون مدة الحمل ساعة واحدة - (الثانی) ان الله تعالی قال فی وصفه ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون فثبت ان عیسی ع کما قال الله تعالی له کن فیکون وهذا مما لا یتصور فیه مدة الحمل وانما تعقل تلک المدة فی حق من یتولد من النطفة

(تفسیر کبیر)

ہین حرف ف وارد ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالات ایکدوسرے کے بعد بلا فصل واقع ہوئی ہین دوسری دلیل کا بیان یہ ہے کہ خدا تعالی نے حضرت عیسی کو حضرت آدم کی مثل کہا ہی جنکو مٹی سے پیدا کیا پہر کہا ہوجا تو وہ ہوگیا اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسی بھی آدم کی طرح کن فیکون سے پیدا ہوئی ہین جسمین معمولی مدت حمل متصور نہین -

دوسری بات کے ثبوت پر بہی یہی ف دلیل ہے کیونکہ اسکا شروع وبیان بہی اسی ف سے بلفظ فاتت به قومها تحمله ہوا ہے اور نیز لفظ تحمله [illegible] ہے فا وعادتاً چہوٹے بچون کو ہی اوٹہایا جاتا ہے بڑی عمر کے جوان لوگون کو بلا عذر بیماری وغیرہ کے کوئی اُٹہا کر نہین لاتا اِسی نظر سے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ وہ اُسیوقت انکو اٹہا لائی اور اسیوقت یہودیون نے تہمت لگائی تفسیر درمنثور مین بروایت حاکم وبیہقی کے ابن عباس وابن مسعود سے نقل ہے کہ جب مریم

عن ابن عباس وابن مسعود فلما ولدته ذهب الشیطان فاخبر بنی اسرائیل ان مریم ولدت فلما ارادوها علی الکلام اشارت الی عیسی فتکلم فقال انی عبد الله آتانی الکتاب (درمنثور مختصرا)

واخرج عبد بن حمید عن عمر بن میمون قال ان مریم لما ولدت اتت به قومها فاخذوا الحجارة

نے حضرت عیسی کو جنا تو شیطان نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ مریم نے بچہ جنا ہے جب اُنہون نے حضرت مریم سے بات چیت کی تو اُنہون نے حضرت عیسی کے طرف اشارہ کیا تب حضرت عیسی نے یہہ بات کہی کہ مین خدا کا بندہ ہون تا آخر - اور بروایت عبد بن حمید عمر و بن میمون سے نقل کیا ہی کہ جب مریم ع نے بچہ جنا تو اسکو قوم کے پاس اُٹہا لائی وہ اُسکو پتھر

مارنے لگے مریم نے حضرت عیسیٰ کیطرف اشارہ کیا یبر موھا فاشارت الیہ فکلم فترکوھا (در منثور) وہ بولے تو انہون نے اسی چھوڑا - ایساہی عامہ تفاسیر مروجہ **بیضاوی - معالم - کبیر** وغیرہ مین بیان کیا ہے کہ مریم کا مسیح کو اٹھالانا اسی زمانہ پیدائش مین ہوا ہی - اور جوان کُتب مین چالیس دن نفاس کے گزرجانے کے بعد اٹھالانیکی روایت نقل کی ہے وہ ہماری مدعا کے منافی نہین اسکا بیان بضمن جواب ابحاث مخاطب عنقریب آتا ہی -

تیسری بات کا ثبوت بہی قرآن کے الفاظ و سیاق مین موجود ہے کہ مریم مسیح کو قوم کے پاس اُٹھالائی تو انہون نے مریم سے کہا کہ تیرا باپ برا تھا اور نہ تیری مان بدکار تھی تو نے ایسا کام کیا - **لفظ فری** جو اس موقع پر بولا گیا ہے جیسا کہ مختلق و مفتری کے مستعمل مین ہوتا ہی ویسا ہی امر عظیم و عجیب کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے (چنانچہ قاموس مین دونون معنی بیان کئے ہین) مگر چونکہ اسکی تائید مین مریم کے مان باپ کا زانی و بدکار نہونا بیان کیا گیا ہے اور مریم علیہا السلام پر ارتکاب خلاف سیرت والدین کا الزام قایم کیا گیا ہے تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس لفظ سے وہی معنی اول مختلق و مفتری کے مراد ہین اور اس سے یہودیون کی غرض تہمت و بہتان مریم علیہا السلام ہی جسکو خدا تعالیٰ آیہ علیٰ مریم بہتانا مین حکایت فرماتا ہے ؛

اسکی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کسی لڑکے کو جسکی مان باپ چور نہون کہا جاتا ہے کہ تیری مان باپ تو چور نہ تھے تو نے یہ کیا کام کیا تو اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ تو نے چوری کیون کی یا کسی ظالم لڑائی کرنیوالے کو کہا جاتا ہے کہ تیری مان باپ تو لڑاکے نہ تھی تو اِس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ تو نے لڑائی کہان سے سیکھی و علیٰ ہذا القیاس -

اسی سیاق و الفاظ کے لحاظ سے مفسرین اسلام نے اس آیہ کی تفسیر مین وہی کہا ہی جو ہمنے بیان کیا ہے

یروی انهم لما رأوها ومعها عیسیٰ قالوا لقد جئت شیئا فریا ویحتمل ان یکون المراد شیئا عجیبا ویحتمل ان یکون مرادهم شیئا عظیما منکرا

امام رازی تفسیر کبیر مین فری کے معنی امر منکر قرار دیکر اسکی ثبوت مین اسی قول مابعد کو کہ تیرا باپ برا نہ تھا اور نہ تیری مان